احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

جمعرات 28 نومبر 2013ء

روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعرات 28 نومبر 2013ء 23 محرم 1435 ہجری 28 نبوت 1392 ہش جلد 63-98 نمبر 269

شیطان کے قدموں پر نہ چلو

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! شیطان کے قدموں پر مت چلو اور جو کوئی شیطان کے قدموں پر چلتا ہے تو وہ تو یقیناً بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں کا حکم دیتا ہے اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتے تو تم میں سے کوئی ایک بھی کبھی پاک نہ ہو سکتا۔ لیکن اللہ جسے چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے اور اللہ بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

(سورۃ النور آیت 22)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

جو شخص اپنے رب کے پاس مجرم ہو کر آئے گا اس کے لئے جہنم ہے وہ اس جہنم میں نہ مرے گا اور نہ زندہ رہے گا اور خود انسان جب کہ اپنے نفس میں غور کرے کہ کیونکر اس کی روح پر بیداری اور خواب میں تغیرات آتے رہتے ہیں تو بالضرور اس کو ماننا پڑتا ہے کہ جسم کی طرح روح بھی تغیر پذیر ہے اور موت صرف تغیر اور سلب صفات کا نام ہے ورنہ جسم کے تغیر کے بعد بھی جسم کی مٹی تو بدستور رہتی ہے لیکن اس تغیر کی وجہ سے جسم پر موت کا لفظ اطلاق کیا جاتا ہے۔ اسی کی طرف اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اشارہ فرماتا ہے جیسا کہ وہ کہتا ہے (۔) کیا تم اپنی جانوں میں غور نہیں کرتے۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ انسانی روح میں بڑے بڑے عجیب وغریب خواص اور تغیرات رکھے گئے ہیں کہ وہ اجسام میں نہیں اور روحوں پر غور کر کے جلد تر انسان اپنے رب کی شناخت کر سکتا ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں بھی ہے کہ (۔) جس نے اپنے نفس کو شناخت کر لیا اس نے اپنے رب کو شناخت کر لیا۔ پھر ایک اور جگہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (۔) میں نے روحوں کو پوچھا کہ کیا میں تمہارا پیدا کرنے والا نہیں تو تمام روحوں نے یہی جواب دیا کہ کیوں نہیں۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ روحوں کی فطرت میں یہی منقش اور مرکوز ہے کہ وہ اپنے پیدا کنندہ کی قائل ہیں اور پھر بعض انسان غفلت کی تاریکی میں پڑ کر اور پلید تعلیموں سے متاثر ہو کر کوئی دہریہ بن جاتا ہے اور کوئی آریہ اور اپنی فطرت کے مخالف اپنے پیدا کنندہ سے انکار کرنے لگتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ہر شخص اپنے باپ اور ماں کی محبت رکھتا ہے یہاں تک کہ بعض بچے ماں کے مرنے کے بعد مر جاتے ہیں پھر اگر انسانی روحیں خدا کے ہاتھ سے نہیں نکلیں اور اس کی پیدا کردہ نہیں تو خدا کی محبت کا نمک کس نے ان کی فطرت پر چھڑک دیا ہے اور کیوں انسان جب اس کی آنکھ کھلتی ہے اور پردہ غفلت دور ہوتا ہے تو دل اس کا خدا کی طرف کھینچا جاتا ہے اور محبت الٰہی کا دریا اس کے صحن سینہ میں بہنے لگتا ہے آخر ان روحوں کا خدا سے کوئی رشتہ تو ہوتا ہے جو ان کو محبت الٰہی میں دیوانہ کی طرح بنا دیتا ہے وہ خدا کی محبت میں ایسے کھوئے جاتے ہیں کہ تمام چیزیں اس کی راہ میں قربان کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں سچ تو یہ ہے کہ وہ عجیب تعلق ہے ایسا تعلق نہ ماں کا ہوتا ہے نہ باپ کا۔ پس اگر بقول آریوں کے روحیں خود بخود ہیں تو یہ تعلق کیوں پیدا ہو گیا اور کس نے یہ محبت اور عشق کی قوتیں خدا تعالیٰ کے ساتھ روحوں میں رکھ دیں یہ مقام سوچنے کا مقام ہے اور یہی مقام ایک سچی معرفت کی کنجی ہے۔

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 ص 166)

خطبات باقاعدہ سنا کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں۔

"آپ سے میں توقع رکھتا ہوں کہ آپ اپنی نسلوں کو خطبات باقاعدہ سنوایا کریں یا پڑھا یا کریں یا سمجھایا کریں کیونکہ خلیفہ وقت کے یہ خطبات جو اس دور میں دیئے جا رہے ہیں یہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والی نئی ایجادات کے سہارے بیک وقت ساری دنیا میں پھیل رہے ہیں اور ساری دنیا کی جماعتیں ان کو براہ راست سنتی اور فائدہ اٹھاتی اور ایک قوم بن رہی ہیں اور (۔) واحدہ بنانے کے سامان پیدا ہو رہے ہیں اس لئے خواہ وہ فجی کے احمدی ہوں یا سرینام کے احمدی ہوں، ماریشس کے ہوں یا چین جاپان کے ہوں، روس کے ہوں یا امریکہ کے، سب اگر خلیفہ وقت کی نصیحتوں کو براہ راست سنیں گے تو سب کی تربیت ایک رنگ میں ہوگی......ان کے حلیے اپنے ناک نقشے کے لحاظ سے تو الگ الگ ہوں گے لیکن روح کا حلیہ ایک ہی ہوگا۔ وہ ایسے روحانی وجود بنیں گے جو خدا کی نگاہ میں مقبول ٹھہریں گے۔"

(خطبات طاہر جلد 10 صفحہ 470)

(بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2013ء

مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

تعطیلات طاہر ہومیو پیتھک ہسپتال

مورخہ 19 دسمبر 2013ء تا 4 جنوری 2014ء طاہر ہومیو پیتھک ہسپتال اینڈ ریسرچ انسٹیٹیوٹ ربوہ بند رہے گا۔ احباب مطلع رہیں۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

مرسلہ :نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ

حضور انور کا جلسہ سالانہ آسٹریلیا 2013ء سے اختتامی خطاب فرمودہ 6/ اکتوبر

بطرز سوال وجواب

بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2013ء

ان جوابات کے سوالات مورخہ 9 نومبر 2013ء کے روزنامہ الفضل میں شائع ہو چکے ہیں

س: حضور انور نے یہ خطاب کب اور کہاں ارشاد فرمایا؟

ج: حضور انور نے یہ خطاب 6۔ اکتوبر کو سڈنی، آسٹریلیا میں ارشاد فرمایا۔

س: مؤمنین کے خلق سمعنا و اطعنا (البقرۃ: 286) کے حوالہ سے حضور انور نے کیا ارشاد فرمایا؟

ج:: فرمایا! جب بھی توجہ دلائی جائے تو ایک حقیقی مومن ہمیشہ یہی جواب دیتا ہے کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب یہ ردّ عمل اور جواب تمہارا ہوگا تو سمجھ لو کہ تمہیں تمہارا اصل مقصد حاصل ہوگیا۔

س: احکام الٰہی پر عمل کے نتیجہ میں کون سے انعامات کا تذکرہ کیا گیا ہے؟

ج: فرمایا! فرمایا تم ایک لڑی میں پروئے جاؤ گے۔ ایمان میں مضبوطی پیدا ہوگی اور خلافت کے فیض سے فیضیاب ہوگے پھر اللہ تعالیٰ تمہیں اس دین پر قائم کردے گا جو اس نے تمہارے لئے پسند کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہوگی۔

س: عبادتیں اور مالی قربانیاں کس طرح ثمر آور ثابت ہوتی ہیں؟

ج: فرمایا! یہ عبادتیں اور مالی قربانیاں تبھی ثمر آور ثابت ہونگی تبھی تمہیں فائدہ دیں گے جب تم رسول کی کامل اطاعت کر رہے ہوگے اور اس کے بعد نظام خلافت کی اطاعت کر رہے ہوگے۔

س: حضور انور نے حدیث کے حوالہ سے امیر کی اطاعت کے بارہ میں کیا ارشاد فرمایا؟

ج: آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ’’میرے امیر کی اطاعت میری اطاعت ہے اور میری اطاعت خدا تعالیٰ کی اطاعت ہے‘‘...... (حضور انور نے فرمایا) آنحضرت ﷺ کے فرمان کو دیکھیں تو خلافت کی اطاعت اسی طرح لازم ہے جس طرح رسول کی اطاعت اور پھر یہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے حصول کا ذریعہ ہے۔

س: جماعت احمدیہ کی سچائی کے ثبوت کے ضمن میں کیا ارشاد فرمایا؟

ج: جماعت احمدیہ کی تعداد انتہائی کم ہونے کے باوجود دین حق کی خوبصورت تعلیم کی اشاعت کر رہی ہے اور پھر دعوت الی اللہ کے ذریعہ سے یہ تعداد ہر روز بڑھتی چلی جارہی ہے۔

س: حضور انور نے انکارِ جہاد کے الزام کا کیا جواب دیا؟

ج: فرمایا! ہم پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم جہاد نہیں کرتے اس وقت زمانے کی ضرورت کے مطابق حقیقی جہاد جماعت احمدیہ ہی کر رہی ہے صرف قلمی جہاد ہی ہے جو آج کے وقت کی ضرورت ہے میڈیا کے ذریعے جہاد ہے جو دین حق کا پیغام پہنچانے کے لئے ضروری ہے۔

س: حضور انور نے خطبہ جمعہ میں دعوت الی اللہ کرنے کا بہت بڑا ذریعہ کس کو بیان فرمایا ہے؟

ج: فرمایا! ایک بہت بڑا ذریعہ ہماری دعوت الی اللہ کا MTA ہے۔ جو 24 گھنٹے مختلف زبانوں میں احمدیت کا حقیقی پیغام پہنچا رہا ہے اور دنیا اس سے متأثر بھی ہورہی ہے۔

س: الجزائر سے عبدالکریم صاحب کا قبولیت احمدیت کا واقعہ لکھیں؟

ج: عبدالکریم صاحب کہتے ہیں کہ 2007ء میں ایک روز اچانک MTA دیکھنے کا اتفاق ہوا جہاں تین نوجوان گفتگو کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ امام مہدی ظاہر ہوگیا ہے ان کی باتوں نے ہلا کر رکھ دیا۔ سارا وقت پروگرام دیکھا اور آہستہ آہستہ شکوک دور ہوکر یقین بڑھتا چلا گیا۔ اس کے بعد MTA کے پروگرام ریکارڈ کرنے شروع کردئے اور ان کو بار بار سننا شروع کیا۔ گھر والوں کو بتایا تو انہوں نے بھی فوراً قبول کرلیا۔

س: یمن سے علی صاحب نے MTA کی بابت کیا بیان کیا؟

ج: علی صاحب کہتے ہیں کہ MTA کے ذریعہ خدمت کرنے والوں کا میں جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے۔ تمام کارکنان کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کا بہتر اجر عطا فرمائے۔

س: حضور انور نے MTA دیکھنے کے بارہ میں تاکیداً کیا بیان فرمایا؟

ج: فرمایا! اگر آپ اپنے آپ کو MTA سے منسلک کرلیں گے تو ہر احمدی کا علم بھی بڑھے گا ہمارے بچوں اور نوجوانوں کا علم بھی بڑھے گا اس لئے میں بار بار کہا کرتا ہوں کہ MTA پر جو ہم اتنا خرچ کرتے ہیں۔ ہر احمدی کو روزانہ کچھ وقت مقرر کرکے کوئی نہ کوئی پروگرام ضرور سننا چاہئے۔

س: عرب ملک کے احمد صاحب نے MTA کی بابت کیا بیان کیا؟

ج: احمد صاحب کہتے ہیں کہ میں آپ تک یہ خوشخبری پہنچانا چاہتا ہوں کے آپ کے اس چینل کو دنیا میں عربی بولنے والے میلینز (millions) کی تعداد میں دیکھتے اور سنتے ہیں۔

س: ایک عرب دوست عبداللہ صاحب نے کس طرح احمدیت کو قبول کیا؟

ج: فرمایا! عبداللہ صاحب لکھتے ہیں تقریباً دو سال قبل میں ٹی وی پر مختلف چینل گھما رہا تھا کہ MTA العربیہ مل گیا شروع میں تو کوئی توجہ نہ دی لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ حوار المباشر اور لقاء مع العرب پروگرام میں مسیح موعود اور امام مہدی کے ظہور کی بات کو سنا اور ایسی عظیم تفسیر قرآن سنی جو سیدھی دل میں جا بیٹھی تھی۔ قرآنی آیات کی تفسیر اور احادیث کی شرح سن کر روز بروز بصیرت میں اضافہ ہونے لگا۔ میں نے MTA سے بہت کچھ سیکھا ہے۔

س: مراکش سے انس احمد صاحب کس طرح جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے؟

ج: انس صاحب کہتے ہیں جماعت سے میرا پہلا تعارف MTA العربیہ کے ذریعہ 2010ء میں ہوا مجھے حضرت مسیح موعود سے محبت ہے جو تصویر MTA پر حضرت مسیح موعود کی دکھائی جاتی ہے وہ میرے لئے ایک (surprise) ہے کیونکہ 18 سال قبل میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا جب میں نے حضرت مسیح موعود کی تصویر دیکھی تو ہو بہو وہی شکل تھی جس کو میں نے 18 سال قبل خواب میں دیکھا تھا۔

س: اردن کے ایک بہت بڑے اخبار الرائی نے MTA کے پروگرام الحوار المباشر کے بارہ میں اپنے شمارے میں کیا لکھا؟

ج: اردن کا ایک بہت بڑا اخبار ہے الرائی اس نے اپنے 3 فروری 2013ء کے شمارہ میں MTA کے پروگرام الحوار المباشر کے بارہ میں لکھا کہ ’’جماعت احمدیہ جو انیسویں صدی کے آخر میں قائم ہوئی کا معاملہ چاہے کچھ بھی ہو اور مرزا غلام احمد کے دعویٰ کے بارہ میں ہماری رائے کچھ بھی ہو مگر یہ بات عیاں ہے کہ اس جماعت کے بعض افراد اور عیسائی پادریوں کے درمیان تورات اور انجیل کے بارہ میں ہونے والی گفتگو نے ثابت کر دیا ہے کہ کلیسیا کا لاہوتی نظریہ نہایت بودہ، منطق اور علم سے عاری اور ازمنہ وسطیٰ کی پیداوار ہے۔......حوار المباشر پروگرام کے دوران دینی اختلافات پر بحث کا تجربہ ہمیں اس بات کا احساس دلاتا ہے کہ باہم دینی اختلاف رکھنے والے لوگوں کو اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ ایک دوسرے کو سمجھنے عقلی اور شعوری بنیادوں کو سمجھنے کے لئے الحوار المباشر کی طرز پر گفتگو کریں۔

س: حضور انور نے اعتراضات کے جوابات کے حوالہ سے کیا بنیادی اصول بیان فرمایا؟

ج: فرمایا! ہم جواب دیتے ہیں ہر اس اعتراض کا جو قرآن کریم پر کیا جائے۔ جو آنحضرت ﷺ پر کیا جائے۔ کسی کے خلاف ہم نہیں بولتے لیکن جہاں دین حق پر حملہ ہوگا ہم ضرور اس کا جواب دیتے ہیں۔

س: حضور انور نے ایک چینل ABC کے نمائندہ کے اس سوال پر کہ آسٹریلین لوگوں کو آپ کا یہ پیغام پہنچ نہیں سکا، احباب جماعت کو کیا نصیحت فرمائی؟

ج: فرمایا! یہ بات ہمارے لئے شرمندگی والی ہے کہ ہم سے مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ یہ پیغام ہمیں کیوں نہیں پہنچایا جا رہا۔ میں نے تو یہ کہا تھا کہ ایک سال میں جو بڑے ممالک ہیں۔ 5 فیصد اور چھوٹے ممالک 10 فیصد آبادی تک دین حق کا یہ امن کا پیغام پہنچائیں تمام ذیلی تنظیمیں بھی اور جماعتی نظام بھی اس میں تیزی پیدا کرے۔ ہر احمدی کا یہ کام ہے کہ ہر تحریک جو ہوتی ہے خلافت کی طرف سے اس کے لئے بھرپور کوشش کرے۔ ضروری نہیں کہ جماعتی نظام پہلے توجہ دلائے افراد بھی نظام کے پیچھے پڑ جائیں کہ ہمیں دعوت الیٰ اللہ کی مہم میں شامل ہونے کے لئے مواد مہیا کرو۔

س: ہمارے کاموں میں بنیادی برکت کس طرح پڑے گی؟

ج: فرمایا! ہمارے کام میں برکت اس وقت پڑے گی جب ہم اپنی نمازوں کی بھی حفاظت کرنے والے ہوں گے۔

س: حضرت مصلح موعود کی تفسیر سورۃ فاتحہ نے ایک لبنانی نو احمدی پر کیا اثر ڈالا؟

ج: فرمایا! ایک لبنانی نو احمدی نے لکھا کہ پہلے میں نماز پڑھتا تھا تو زیادہ سے زیاد 3 منٹ لگتے تھے اور اب یہ حال ہے کہ حضرت مصلح موعود کی تفسیر سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد گھنٹہ مجھے سورۃ فاتحہ پڑھنے میں گزر جاتا ہے۔ مجھے نماز اور قرآن کی حقیقت بھی سمجھ آئی ہے۔

س: اللہ تعالیٰ کا فضل اور حقیقی تسکین کس طرح حاصل ہوتی ہے؟

ج: فرمایا! تسکین دل کے لئے روپیہ پیسہ نہیں چاہئے بلکہ اللہ تعالیٰ کا فضل چاہئے۔ پس اللہ تعالیٰ کے فضل کو تلاش کرنے کی ہر احمدی کو ضرورت ہے۔

س: حضور انور نے جامعات احمدیہ کے نصاب کے بارہ میں کیا بیان فرمایا؟

ج: فرمایا! آج دنیا میں ہندوستان، پاکستان، کینیڈا، یوکے، جرمنی، گھانا اور انڈونیشیا میں ایسے

باقی صفحہ 7 پر

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

مکرم مصباح الدین محمود صاحب

تحریک وقف زندگی و برکات خدمت دین

ازارشادات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود

واقف زندگی کبھی بے دست و پا نہیں ہوتا

''یاد رکھو کہ جو شخص خدا کے لئے زندگی وقف کر دیتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ وہ بے دست و پا ہو جاتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ دین اور للّٰہی وقف انسان کو ہوشیار اور چابکدست بنا دیتا ہے۔ سُستی اور کسل اُس کے پاس نہیں آتا۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 365)

بے قیاس نفع کا سودا

''انسان کو ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف کرے۔ میں نے بعض اخبارات میں پڑھا ہے کہ فلاں آریہ نے اپنی زندگی آریہ سماج کے لیے وقف کر دی اور فلاں پادری نے اپنی عمر مشن کو دے دی۔ مجھے حیرت آتی ہے کہ کیوں......(دین) کی خدمت کے لیے اور خدا کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف نہیں کر دیتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ پر نظر کر کے دیکھیں، تو ان کو معلوم ہو کہ کس طرح اسلام کی زندگی کے لیے اپنی زندگیاں وقف کی جاتی تھیں۔

یاد رکھو کہ یہ خسارہ کا سودا نہیں ہے، بلکہ بے قیاس نفع کا سودا ہے۔ کاش ...... کو معلوم ہوتا اور اس تجارت کے مفاد اور منافع پر ان کو اطلاع ملتی جو خدا کے لیے اس کے دین کی خاطر اپنی زندگی وقف کرتا ہے۔ کیا وہ اپنی زندگی کھوتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ فلہ اجرہ...... (البقرہ:113) اس للّٰہی وقف کا اجر ان کا رب دینے والا ہے۔ یہ وقف ہر قسم کے ہموم وغموم سے نجات اور رہائی بخشنے والا ہے۔

مجھے تو تعجب ہوتا ہے کہ جبکہ ہر ایک انسان بالطبع راحت اور آسائش چاہتا ہے اور ہموم وغموم اور کرب وافکار سے خواستگار نجات ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ جب اس کو ایک مجرب نسخہ اس مرض کا پیش کیا جاوے تو اس پر توجہ ہی نہ کرے۔ کیا للّٰہی وقف کا نسخہ 1300 برس سے مجرب ثابت نہیں ہوا؟ کیا صحابہ کرامؓ اسی وقف کی وجہ سے حیات طیبہ کے وارث اور ابدی زندگی کے مستحق نہیں ٹھہرے؟ پھر اب کونسی وجہ ہے کہ اس نسخہ کی تاثیر سے فائدہ اٹھانے میں دریغ کیا جاوے۔

بات یہی ہے کہ لوگ اس حقیقت سے ناآشنا اور اس لذت سے جو اس وقف کے بعد ملتی ہے۔ ناواقف محض ہیں؛ ورنہ اگر ایک شمہ بھی اس لذت اور سرور سے ان کو مل جاوے، تو بے انتہا تمناؤں کے ساتھ وہ اس میدان میں آئیں۔ میں خود جو اس راہ کا پورا تجربہ کار ہوں اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور فیض سے میں نے اس راحت اور لذت سے حظ اٹھایا ہے۔ یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کے لیے اگر مر کے پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے۔

پس میں چونکہ خود تجربہ کار ہوں اور تجربہ کر چکا ہوں اور اس وقف کے لیے اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ جوش عطا فرمایا ہے کہ اگر مجھے یہ بھی کہہ دیا جاوے کہ اس وقف میں کوئی ثواب اور فائدہ نہیں ہے، بلکہ تکلیف اور دکھ ہوگا۔ تب بھی میں (دین) کی خدمت سے رک نہیں سکتا، اس لئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیت کروں اور یہ بات پہنچا دوں آئندہ ہر ایک کا اختیار ہے کہ وہ اِسے سُنے یا نہ سُنے! اگر کوئی نجات چاہتا ہے اور حیات طیبہ یا ابدی زندگی کا طلبگار ہے، تو وہ اللہ کے لئے اپنی زندگی وقف کرے اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی، میری موت، میری قربانیاں، میری نمازیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور حضرت ابراہیمؑ کی طرح اس کی روح بول اٹھے اَسلَمتُ لِرَبِّ العالمین (بقرہ:132) جب تک انسان خدا میں کھویا نہیں جاتا، خدا میں ہو کر نہیں مرتا وہ نئی زندگی پا نہیں سکتا۔ پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو، تم دیکھتے ہو کہ خدا کے لئے زندگی کا وقف میں اپنی زندگی کی اصل غرض سمجھتا ہوں۔ پھر تم اپنے اندر دیکھو کہ تم میں سے کتنے ہیں جو میرے اس فعل کو اپنے لئے پسند کرتے ہیں اور خدا کے لئے زندگی وقف رکھنے کو عزیز رکھتے ہیں۔

انسان اگر اللہ تعالیٰ کے لئے زندگی وقف نہیں کرتا۔ تو وہ یاد رکھے کہ ایسے لوگوں کیلئے اللہ تعالیٰ نے جہنم کو پیدا کیا ہے۔ اس آیت سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جیسا کہ بعض خام خیال کوتاہ فہم لوگوں نے سمجھ رکھا ہے کہ ہر ایک آدمی کو جہنم میں ضرور جانا ہو گا۔ یہ غلط ہے۔ یہ غلط ہے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ تھوڑے ہیں جو جہنم کی سزا سے بالکل محفوظ ہیں اور یہ تعجب کی بات نہیں۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 369)

قناعت شعار آدمیوں کی ضرورت

''ہمیں ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو نہ صرف زبانی بلکہ عملی طور سے کچھ کر کے دکھانے والے ہوں۔ علمیت کا زبانی دعویٰ کسی کام کا نہیں۔ ایسے ہوں کہ نخوت اور تکبر سے بکلی پاک ہوں اور ہماری صحبت میں رہ کر یا کم از کم ہماری کتابوں کا کثرت سے مطالعہ کرنے سے ان کی علمیت کامل درجہ تک پہنچی ہوئی ہو......

(اشاعت) سلسلہ کے واسطے ایسے آدمیوں کے دوروں کی ضرورت ہے مگر ایسے لائق آدمی مل جاویں کہ وہ اپنی زندگی اس راہ میں وقف کر دیں۔ آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ بھی اشاعت اسلام کے واسطے دور دراز ممالک میں جایا کرتے تھے۔ یہ جو چین کے ملک میں کئی کروڑ مسلمان ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں بھی صحابہؓ میں سے کوئی شخص پہنچا ہوگا۔

اگر اسی طرح بیس یا تیس آدمی متفرق مقامات میں چلے جاویں تو بہت جلدی (دعوت) ہو سکتی ہے مگر جب تک ایسے آدمی ہمارے منشا کے مطابق اور قناعت شعار نہ ہوں۔ تب تک ہم ان کو پورے پورے اختیارات بھی نہیں دے سکتے۔ آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ ایسے قانع اور جفاکش تھے کہ بعض اوقات صرف درختوں کے پتوں پر ہی گزر کر لیتے تھے۔

تمام ہندوستان ہمارے دعاوی سے ایسا بے خبر پڑا ہے کہ گویا کسی کو خبر ہی نہیں۔ میرے نزدیک یہ مدرسہ یا کالج وغیرہ کا بنانا اول سلسلہ کی مضبوطی پر موقوف ہے۔ اول چاہئے کہ سلسلہ میں ایسے لوگ ہوں جو سلسلہ کی ضروریات کی مدد کرنیوالے ہوں جب سلسلہ کی ضروریات مثل لنگر وغیرہ ہی پوری نہیں ہوتیں تو اور کاموں میں بہت توجہ کرنا بھی بے فائدہ ہے۔ اگر کچھ ایسے لائق اور قابل آدمی سلسلہ کی خدمات کے واسطے نکل جاویں جو فقط لوگوں کو اس سلسلہ کی خبر ہی پہنچا دیں تو بھی بہت بڑے فائدہ کی توقع کی جا سکتی ہے''۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 682)

طلباء سے وقفِ زندگی کی خواہش

مدرسہ کی حالت دیکھ کر دل پارہ پارہ اور زخمی ہو گیا۔ علماء کی جماعت فوت ہو رہی ہے۔ مولوی عبدالکریم کی قلم ہمیشہ چلتی رہتی تھی۔ مولوی برہان الدین فوت ہو گئے۔ اب قائم مقام کوئی نہیں۔ جو عمر رسیدہ ہیں ان کو بھی فوت شدہ سمجھئے۔ دوسرا جیسا کہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تقویٰ ہو۔ اس کی تخم ریزی نہیں۔ یہ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے ورنہ اچھے آدمی مفقود ہو رہے ہیں۔ آریہ زندگی وقف کر رہے ہیں۔ یہاں ایک طالب علم کے منہ سے بھی نہیں نکلتا۔

ہزار ہا روپیہ قوم کا جو جمع ہوتا ہے وہ ان لوگوں کے لیے خرچ ہوتا ہے جو دنیا کا کیڑا بنتے ہیں۔ یہ حالت تبدیل ہو کر ایسی حالت ہو کہ علماء پیدا ہوں۔ علمِ دین میں برکت ہے۔ اس سے تقویٰ حاصل ہوتی ہے۔ بغیر اس کے شوخی بڑھتی ہے۔ نبوی علم میں برکات ہیں۔

لوگ جو روپیہ بھیجتے ہیں لنگر خانہ کے لیے یا مدرسہ کے لیے۔ اس میں اگر بے جا خرچ ہوں تو گناہ کا نشانہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے تدبیر کرنے والوں کی قسم کھائی ہے۔ فالمدبرات امرا (النزعت:6) میں تو ایسے آدمیوں کی ضرورت سمجھتا ہوں جو دین کی خدمت کریں۔ میرے نزدیک زبان دانی ضروری ہے۔ انگریزی پڑھنے سے میں نہیں روکتا۔ میرا مدعا یہ ہے اور میں نے پہلے بھی سوچا ہے اور جب سوچا ہے میرے دل کو صدمہ پہنچا ہے کہ ایک طرف تو زندگی کا اعتبار نہیں جیسا کہ خدا تعالیٰ کی وحی قرب اجلك المقدر سے ظاہر ہوتا ہے۔ دوسرا اس مدرسہ کی بنا سے غرض یہ تھی کہ دینی خدمت کیلئے لوگ تیار ہو جاویں۔ یہ خدا تعالیٰ کا قانون ہے۔ پہلے گزر جاتے ہیں۔ دوسرے جانشین ہوں۔ اگر دوسرے جانشین نہ ہوں تو قوم کے ہلاک ہونے کی جڑ ہے۔ مولوی عبدالکریم اور دوسرے مولوی فوت ہو گئے اور جو فوت ہوئے ہیں اُن کا قائم مقام کوئی نہیں۔ دوسری طرف ہزار ہا روپیہ جو مدرسہ کے لیے جاتا ہے پھر اس سے فائدہ کیا؟ جب کوئی تیار ہو جاتا ہے تو دنیا کی فکر میں لگ جاتا ہے۔ اصل غرض مفقود ہے۔ میں جانتا ہوں جب تک تبدیلی نہ ہوگی کچھ نہ ہوگا۔ جو اللہ تعالیٰ کی جماعت روحانی سپاہیوں کے تیار کرنے والے تھے وہ نہیں رہے دور چلے گئے ہیں۔ ہمیں کیا غرض ہے کہ قدم بقدم ان لوگوں کے چلیں جو دنیا کے لیے چلتے ہیں''۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 584)

باقی صفحہ 5 پر

مکرم محمد محمود طاہر صاحب

توسیع اشاعتِ الفضل اور ہماری ذمہ داریاں

تائیدالٰہی سے سیدنا محمود (خلیفۃ المسیح الثانی) کے ہاتھوں جاری ہونے والے اخبار ''الفضل'' کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک صدی پوری ہو چکی ہے اور اب یہ مؤقر روزنامہ اپنی دوسری صدی میں داخل ہو چکا ہے۔ اس صدی میں دنیا میں ہزاروں اخبارات و رسائل جاری ہوئے اور بند ہو گئے لیکن ہمارا اخبار اپنے مقاصد عالیہ کی تکمیل کی شاہراہ پر رواں دواں ہے۔

تکمیل اشاعت ہدایت کے دور میں سے ہم گزر رہے ہیں۔ اس دور کے علامات میں سے اللہ تعالیٰ نے ایک علامت یہ بھی ٹھہرائی تھی کہ

جب اخبارات و رسائل کی بکثرت اشاعت ہوگی۔

(التکویر:11)

اللہ تعالیٰ نے یہ پیشگوئی بڑی شان سے پوری فرمائی اور حضرت مسیح موعود کی بعثت کے زمانہ میں دنیا میں بکثرت اخبارات و رسائل کی اشاعت ہونے لگی۔ انیسویں صدی میں بالخصوص اس میدان میں بہت ترقی ہوئی اور اخبارات کی ضرورت اس قدر بڑھ گئی کہ وہ اخبار جو ہفت روزہ شائع ہوتے تھے ان میں سے اکثر روزنامے کا روپ دھار گئے۔ قومی زبانوں کے علاوہ علاقائی زبانوں میں بھی اخبارات کی اشاعت شروع ہوگئی۔

ماموریت سے قبل حضرت مسیح موعود نے اخبارات کو دفاع دین کے لئے استعمال فرمانا شروع کر دیا تھا ان میں آپ نے وقیع مضامین اور تحریرات شائع کروانا شروع کئے اور اخبارات کو قادیان جیسی گمنام بستی میں منگوا کر زیر مطالعہ رکھتے تھے۔ قیام جماعت کے بعد آپ کو اپنے پریس اور اخبار کی ضرورت کا احساس تھا۔ چنانچہ اس کمی اور ضرورت کو اللہ تعالیٰ نے اخبار الحکم کے ذریعہ پورا فرمایا۔ اخبار الحکم جس کو تاریخ احمدیت میں اولین اخبار کا اعزاز حاصل ہے اور اس نے جماعت کی ابتدائی تاریخ محفوظ کی۔ اخبار الحکم کو 1897ء میں حضرت مولانا شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے امرتسر سے نکالا اور اگلے سال قادیان سے جاری ہوا۔ اس کے بعد 1902ء میں اخبار البدر حضرت منشی محمد افضل صاحب کے ذریعہ جاری ہوا۔ ان دونوں اخبارات کی اہمیت اس قدر تھی کہ حضرت مسیح موعود نے دونوں اخبارات کو اپنے دو بازو قرار دیا۔ ان اخبارات کے ساتھ رسالہ ریویو آف ریلیجنز اور رسالہ تشحیذ الاذہان بھی حضرت مسیح موعود کے مبارک دور میں جماعتی ضروریات پوری کرتے رہے۔

الفضل کا اجرا

خلافت اولیٰ کے زمانہ میں سیدنا محمود (خلیفۃ المسیح الثانی) نے 18 جون 1913ء کو اخبار الفضل جاری فرمایا۔ یہ نام بھی الہامی تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی اجازت اور رضامندی اور دعا سے جاری ہوا۔ اجرا کے وقت اس کا نام تجویز کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے فرمایا: ''مجھے رؤیا میں بتایا گیا کہ الفضل نام رکھو''

(الفضل 19 نومبر 1914ء)

گویا الٰہی منشاء کے تحت یہ اخبار جاری ہوا جو کہ وقت کی اہم ضرورت تھی کیونکہ جماعت بڑی تیزی سے پھیل رہی تھی اور ان کی تعلیم و تربیت اور احمدیت کے حقیقی پیغام کو ان تک پہنچانے کے لئے ایک نیا اخبار ضرورت بن چکا تھا۔

نئے اخبار کی ضرورت

چنانچہ 18 جون 1913ء کو جب یہ اخبار جاری ہوا تو بانی اخبار حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثانی) نے اس کی مندرجہ ذیل ضروریات بیان فرمائیں۔

(1) بڑھنے والی ضروریات میں ایک نئے اخبار کی ضرورت ہے کیونکہ ہزاروں تعلیم یافتہ اب جماعت میں شامل ہو گئے ہیں ان کی علمی وسعت کے لئے نئے اخبار کی ضرورت ہے۔

(2) نئے احمدیوں کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کرنا۔

(3) احمدیوں کو تاریخ اسلام خصوصاً زمانہ رسالت آنحضرت ﷺ اور صحابہ رسولؐ سے واقفیت دلانا۔

(4) احمدیوں کے سیاسی شعور کو بانی جماعت کی تعلیمات کے مطابق بیدار کرنا۔

(5) جماعت میں تعلیم پھیلانا۔

(6) آپس میں تعارف میل ملاپ اور مصالحت پیدا کرنا۔

(7) احمدیوں کو عالمگیر جماعتی ترقی سے آگاہ کرنا۔

(8) اشاعت دین کے لئے کوشش کرنا۔

ان مندرجہ بالا ضرورتوں کے پیش نظر سیدنا محمود نے اخبار الفضل نکالا اور اس کے لئے ابتدائی سرمایہ میں حضرت سیدہ ام ناصر کے زیور، حضرت اماں جان کی زمین کا ایک ٹکڑا، اور حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی نقد رقم اور زمین شامل تھی۔ اور اس کا ابتدائی سٹاف رفقاء حضرت مسیح موعود پر مشتمل تھا۔

لاکھوں کروڑوں تک یہ فیض پہنچے

حضرت محمود نے الفضل کے پہلے اداریہ میں الفضل کا اجرا اللہ کے نام سے کرتے ہوئے دعا کی کہ مولیٰ اس کا فیض کروڑوں تک پھیلا دے آپ نے تحریر فرمایا:

''میں الفضل کی کشتی کے چلانے کے وقت اللہ تعالیٰ کے حضور بصد عجز و انکسار یہ دعا کرتا ہوں کہ بسم اللہ...... اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اور اس کی برکت سے اس کا چلنا اور لنگر ڈالنا ہو۔ تحقیق میرا رب بڑا بخشنے والا اور رحیم ہے...... اے میرے مولا اس مشتِ خاک نے ایک کام شروع کیا ہے اس میں برکت دے اور اسے کامیاب کر۔ میں اندھیروں میں ہوں تو آپ ہی رستہ دکھا! لوگوں کے دلوں میں الہام کر کہ وہ الفضل سے فائدہ اٹھائیں اور اس کے فیض کو لاکھوں نہیں کروڑوں تک وسیع کر اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے ہی اسے مفید بنا، اس سبب سے بہت سی جانوں کو ہدایت ہو۔''

(الفضل 19 جون 1913ء صفحہ 3)

قارئین کرام مذکورہ بالا ضروریات اور دعاؤں کے ساتھ الفضل کا اجرا ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے مقاصد کو پورا کرنے میں غیر معمولی برکت ڈالی۔ لیکن جو ہماری ذمہ داریاں ہیں ان سے صرفِ نظر نہیں کی جاسکتی۔

دنیا میں اس وقت بہت سے اخبارات لاکھوں کی تعداد میں شائع ہوتے ہیں مگر الفضل اخبار کے مقام اور مرتبہ اور اہمیت کا حامل اور کوئی اخبار نہیں ہے۔ یہ ایسا اخبار ہے جس کے اجراء سے قبل استخارے کئے گئے تھے، اس کو نکالنے والا مصلح موعود ہونے والا تھا، اس اخبار کا نام بھی الہامی ہے۔ اس اخبار نے جماعتی ترجمان کی ذمہ داری گزشتہ ایک صدی سے ادا کی ہے۔ اس کی مطالعہ کی اہمیت اور اس کی اشاعت کی توسیع کے بارہ میں خلفائے احمدیت نے وقتاً فوقتاً ہمیں توجہ بھی دلائی اور اپنی دلی خواہش کا بھی اظہار فرمایا ہے۔ اس لئے اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس روحانی مائدہ سے خود بھی فائدہ اٹھائیں اور اپنی اولادوں کو بھی اس روحانی نہر سے مستفیض کرنے کی کوشش کریں۔

قوم کی زندگی کی علامت

حضرت مصلح موعود نے اخبار کے مطالعہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''اخبار قوم کی زندگی کی علامت ہوتا ہے۔ جو قوم زندہ رہنا چاہتی ہے اسے اخبار کو زندہ رکھنا چاہئے اور اپنے اخبار کے مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہئے۔''

(الفضل 31 دسمبر 1954ء)

اخبار جو کہ قوم کی زندگی کی علامت ٹھہرائی گئی ہے۔ اب اپنی قوم میں اس علامت کو پیدا کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ بعض لوگ صرف یہ عذر پیش کر کے کہ اخبار میں کون سی نئی چیز ہوتی ہے کہ ہم اس کے خریدار بنیں۔ ایسے لوگوں کے عذر کا جواب سیدنا مصلح موعود نے ان الفاظ میں دیا ہے:

''میرے سامنے جب کوئی کہتا ہے کہ الفضل میں کوئی ایسی بات نہیں ہوتی جس کی وجہ سے خریدا جائے تو میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ مجھے تو اس سے کئی باتیں نظر آجاتی ہیں۔ آپ کا علم چونکہ مجھ سے زیادہ وسیع ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ آپ کو اس میں کوئی بات نظر نہ آتی ہو۔''

(انوار العلوم جلد 14 صفحہ 546)

وسیع تعداد اشاعت کی خواہش

حضرت مصلح موعود نے 1937ء میں جبکہ جماعت کی تعداد آج کے مقابلہ میں بہت قلیل تھی اس وقت فرمایا تھا کہ:

''کم از کم بیس ہزار لوگ یقیناً ہماری جماعت میں ایسے موجود ہیں جو سستا یا مہنگا کوئی نہ کوئی اخبار خرید سکتے ہیں مگر افسوس ہے کہ اس وقت طرف توجہ نہیں جاتی۔''

(انوار العلوم جلد 14 صفحہ 547)

ہر گھر میں الفضل پہنچے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے 27 جنوری 1967ء کو جلسہ سالانہ ربوہ کے خطاب میں الفضل کی اشاعت اور خریداری کے حوالہ سے فرمایا:

''سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر گھر میں الفضل پہنچے اور الفضل سے ہر گھر فائدہ اٹھا رہا ہو...... پس الفضل کی اشاعت کی طرف جماعت کو خاص توجہ دینی چاہئے زیادہ سے زیادہ لوگوں کے کانوں تک وہ آواز پہنچنی چاہئے جو مرکز کی طرف سے اٹھتی ہے۔ اور خلیفہ وقت جو امر بالمعروف کا مرکزی نقطہ ہے اس کی طرف آپ کے کان ہونے چاہئیں اور اس کی طرف آپ کی آنکھیں ہونی چاہئیں۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ دنیا میں (دین) جلد تر غالب ہو جائے۔''

(الفضل 28 مارچ 1967ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خواہش آپ نے پڑھ لی ہے کہ ہر گھر میں الفضل پہنچے اور الفضل سے ہر گھر فائدہ اٹھا رہا ہو۔ ابھی ہم اس خواہش اور توقع سے کوسوں دور ہیں لیکن توجہ دلانے اور سعیٔ جمیلہ کرنے سے ہم اس توقع کے قریب تر پہنچ سکتے ہیں۔

بیس ہزار اشاعت

کا ٹارگٹ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے 1982ء میں اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ جلسہ 1983ء تک الفضل کی اشاعت کم از کم دس ہزار ہو جائے اور پھر 1984ء میں آپ نے فرمایا:

''ابھی تک اشاعت تھوڑی ہے۔ دس ہزار تو میں نے کم سے کم کہی تھی پندرہ بیس ہزار ہونی چاہئے۔''

آج اس خواہش کے 30 سال بعد ہم پندرہ بیس ہزار تو کجا دس ہزار والی خواہش کو بھی پورا نہیں کر سکے۔ اب جبکہ الفضل کے اجراء کو ایک سو سال ہو چکے ہیں اور اس موقع پر ایک سکیم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے منظور فرمائی ہے اور اس سکیم کی شق نمبر VIII یہ ہے کہ:

''حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی خواہش کے مطابق الفضل کی خریداری بیس ہزار کرنے کے ٹارگٹ کو پورا کیا جائے۔''

سیدنا خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سکیم کی منظوری عطا فرمائی ہے اور اس بارہ میں ادارہِ الفضل کی طرف سے بعض پروگرامز منعقد ہوئے اور احباب کو مسلسل توجہ اور یاددہانی کروائی جا رہی ہے کہ سکیم کے مطابق توسیع اشاعت الفضل ہو۔

اب یہ ہم سب کا فرض ہے کہ ہم خلفاء کی توقعات اور خواہشات کی روشنی میں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے اور ادا کرتے ہوئے الفضل کی اشاعت کو دس سے بیس ہزار تک پہنچانے کے لئے خلفاء کا پیغام گھر گھر پہنچائیں اور ہر گھر میں حتی الامکان الفضل کو جاری کروائیں۔ ذی ثروت احباب اپنی طرف سے مالی طور پر کمزور احباب جماعت کے لئے بھی اخبار جاری کر کے ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔ بہر حال ایک مہم کی صورت میں ہمیں الفضل کی اشاعت کو خلفاء کرام کی توقعات کے مطابق کرنے کے لئے اپنی ذمہ داریاں ادا کرنا ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری مساعی میں غیر معمولی برکت ڈالے۔ آمین

بقیہ از صفحہ 3: تحریک وقف زندگی

خدمت دین میں آنے والی موت

''اس سے بڑھ کر اور کیا دینی خدمت ہوگی۔ مرنا تو ہر ایک نے ہی ہے اور اس جان نے ایک دن اس قالب کو چھوڑنا ضرور ہے مگر کیا عمدہ وہ موت ہے جو خدمتِ دین میں آوے''۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 484)

واقفین کے والدین کیلئے خوشخبری

محترم محمد خان صاحب ساکن گل منج تحصیل و ضلع گورداسپور بیان کرتے ہیں کہ ''ایک دفعہ حضرت مسیح موعود نے بڑے جوش سے تقریر فرمائی اس تقریر میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ '**جو لوگ اللہ کے نام پر اپنے لڑکے دیں گے وہ بہت ہی خوش نصیب ہوں گے**۔' اس زمانے میں احمدیہ سکول کی بنیاد رکھی گئی تھی میں نے بھی اس وقت خدا سے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ تو ہمیں بھی لڑکے عطا فرما تا کہ ہم حضرت صاحب کی حکم کی تعمیل میں ان کو احمدیہ سکول میں داخل کراویں خدا تعالیٰ نے دعا کو سنا اور پانچ بچے دیئے جن میں سے تین فوت ہو گئے اور دو چھوٹے بچے رہ گئے۔ پھر میں نے بموجب ارشاد حضرت صاحب بڑے لڑکے کو احمدیہ سکول میں اور چھوٹے کو ہائی سکول میں داخل کرا دیا اور اپنی وصیت کی بہشتی مقبرہ کی سند بھی حاصل کر لی۔''

(سیرۃ المہدی جلد دوم صفحہ: 9 روایت نمبر 988)

دین کی زندگی

''سچائی کی فتح ہوگی اور (دین) کیلئے پھر اُس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آ چکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ لیکن ابھی ایسا نہیں۔ ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اُس کے ظہور کو لئے نہ کھو دیں اور اعزاز (دین) کیلئے ساری ذلّتیں قبول نہ کر لیں۔ (دین) کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر (دین) کی زندگی .... کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلّی موقوف ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں (دین) نام ہے۔ اسی (دین) کا زندہ کرنا خدا تعالیٰ اب چاہتا ہے اور ضرور تھا کہ وہ اس مہم عظیم کے روبراہ کرنے کیلئے ایک عظیم الشان کارخانہ جو ہر ایک پہلو سے مؤثر ہو اپنی طرف سے قائم کرنا۔ سو اُس حکیم وقدیر نے اس عاجز کو اصلاح خلائق کے لئے بھیج کر ایسا ہی کیا''۔

(فتح اسلام روحانی خزائن جلد نمبر 3، صفحہ نمبر 10)

مکرم شیخ مامون احمد صاحب

محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کا ایک انٹرویو

مکرم شیخ مامون احمد صاحب نے جماعت احمدیہ نائیجیریا کے ہفت روزہ The Truth کے لئے محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب سے 1979ء کے جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر ایک انٹرویو انگلش زبان میں کیا۔ جو The Truth میں چھپا اور جرمن زبان میں ترجمہ کے ساتھ سوئٹزر لینڈ کے رسالہ میں بھی چھپا۔ مکرم شیخ صاحب نے خود اس کا اردو ترجمہ کیا ہے جو قارئین الفضل کے لئے پیش ہے۔ (ادارہ)

س:۔ شیخ مامون۔ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب خاکسار نائیجیریا سے آیا ہے ہم اتنے خوش قسمت نہ تھے کہ آپ تشریف لاتے جیسے آپ چند دوسرے ممالک کے دورہ جات پر تشریف لے گئے۔ میں آپ کی خدمت میں آپ کی اس عظیم الشان کامیابی اپنی اور اپنی جماعت احمدیہ نائیجیریا کی طرف سے دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس سلسلہ میں خاکسار آپ سے چند سوالات پوچھنے کی اجازت چاہتا ہے۔ یہ سوال و جواب ہم اپنے ہفتہ وار انگلش میگزین ''The Truth'' میں شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تا کہ نائیجیریا میں ہمارے قارئین اس سے مستفید ہو سکیں۔

سب سے پہلے جیسا کہ آپ جانتے ہیں ہم میں سے اکثر سائنس دان نہیں ہیں لہٰذا میں آپ سے استدعا کروں گا کہ آپ مختصر طور پر آسان زبان میں بتائیں کہ حقیقت میں وہ کیا تھیوری یا تخیّل ہے جو آپ نے پیش فرمایا ہے؟

ج:۔ ڈاکٹر عبدالسلام۔ آج کے موجودہ وقت میں یہ سمجھا جا رہا ہے کہ کائنات میں چار بنیادی قوتیں ہیں۔ جو اس کائنات کو چلا رہی ہیں۔ ہم نے جو کیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ دکھایا جائے کہ یہ چار نہیں بلکہ صرف تین ہی ہیں اور ہم یہ امید رکھتے ہیں کہ ہم ان کو مزید کم کر کے صرف دو کر دیں گے میں سمجھتا ہوں کہ یہ خیال تین یا چار سال میں ریسرچ کے بعد چیک کر لیا جائے گا۔ پھر دو قوتوں سے ایک قوت یہ بھی ایک تخیّل ہے جس کے لئے ہم کوشش کریں گے۔

س:۔ یہ آپ کا ایک مقصد ہے (Aim) ہے؟

ج:۔ ہاں یہ ایک مقصد ہے لیکن ہمیں اس میں بہت کم دقت کا سامنا ہوگا۔

س:۔ ڈاکٹر صاحب آپ کے اس نوبیل انعام میں دو اور امریکی سائنس دانوں ڈاکٹر وائن برگ اور ڈاکٹر گلاشفر کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ کیا آپ یہ کہیں گے کہ آپ سب نے آزادانہ طور پر یہ کام کیا ہے لیکن ایک ہی نتیجہ پر پہنچے ہیں؟

ج:۔ میرے خیال میں بنیادی طور پر ہم سب نے آزادانہ طور پر کام کیا ہے۔ لیکن بحیثیت مجموعی میں شائد ان دونوں سے زیادہ لمبا عرصہ اس کام میں رہا ہوں لیکن اس کام میں ان کا بھی حصہ ہے۔

س:۔ لیکن آپ کی تھیوریاں مختلف اوقات میں چھپتی رہی ہیں آپ شائد ڈاکٹر وائن برگ کے بعد دوسرے سائنس دان تھے جنہوں نے اپنی تھیوری چھپوائی؟

ج:۔ نہیں نہیں نہیں۔

س:۔ تو پھر امریکہ کے ''ٹائم میگزین'' نے یہ غلط رپورٹ کیا ہے؟

ج:۔ نہیں نہیں۔ اس میں ایک لمبی تاریخ پنہاں ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ بنیادی طور پر ہم نے مسئلہ کو مختلف زاویوں سے دیکھا ہے۔ اگر آپ واقعی اس کی تاریخ میں جانا چاہتے ہیں تو آپ کو ان لیکچرز کا مطالعہ کرنا ہوگا جو ہم نے سٹاک ہوم میں دیئے ان سے آپ کو اس تھیوری کی منزل بہ منزل ترقی کے بارے میں علم ہو جائے گا۔

س:۔ آپ نے البرٹ آئن سٹائن کی تھیوری کو کس حد تک ترقی دی ہے یا بہتر بنایا ہے؟

ج:۔ آئن سٹائن بجلی اور مقناطیسی قوتوں کو یکجا دیکھنا چاہتا تھا اور مقناطیسی قوتوں کو کشش ثقل کے ساتھ یکجا کرنے کی خواہش رکھتا تھا۔ اب ہم نے مکمل طور پر ایک الگ راستہ اختیار کیا ہے اور کمزور نیوکلیائی قوتوں کو بجلی اور مقناطیسی قوتوں کے ساتھ یکجا کر دیا ہے۔ پس بالآخر ہم آئن سٹائن کی طرف لوٹ کر آئیں گے بعد اس کے کہ ہم نے اس معاملہ کو بالکل مختلف زاویہ نظر سے دیکھا ہے۔ یہ بات زیادہ قیمتی اور مددگار ثابت ہوگی۔

س:۔ ڈاکٹر صاحب آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم ایسے علاقہ میں حاصل کی ہے جو کہ پاکستان کا سب سے پسماندہ ضلع سمجھا جاتا ہے (یعنی ضلع جھنگ) کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اگر آپ یہ تعلیم مغرب کے کسی ترقی یافتہ ملک میں حاصل کرتے تو اس سے کوئی فرق پڑتا؟

ج:۔ نہیں جھنگ میں میرے بہت اچھے استاد تھے یہ دیکھیں ان میں ایک تو یہ ہیں۔ کمرے میں ایک بزرگ شخص داخل ہوئے اور کہنے لگے میں نے سلام صاحب کو بچپن میں قرآن پڑھایا تھا۔ ڈاکٹر صاحب ان کی تعظیم میں کھڑے ہو گئے اور ان کو گلے لگایا اور لاہور میں بھی مجھے بہت اچھے اساتذہ میسر تھے۔ گورنمنٹ کالج لاہور کے

طالبعلموں میں بہت خوش قسمت تھا کہ میں کیمبرج چلا گیا۔لیکن بہر حال میں نہیں جانتا تھا کہ ان تھیوریوں کو کیسے حل کرنا ہے جب تک کہ میں کیمبرج پہنچ نہیں گیا۔میں نے ان کو کیمبرج میں اسی نقطہ نظر سے سیکھا لیکن میری ابتدائی تعلیم میرے راستہ میں کوئی رکاوٹ نہ بنی۔

س:۔آپ کے روزمرہ کے کام کا کیا معمول ہے۔میری مراد ہے آپ کا مطالعہ کا وقت،آپ کے سوچ بچار کرنے کا وقت،کیا ان سے آپ کی نجی زندگی (فیملی لائف) متاثر نہیں ہوتی۔کیا آپ کے پاس کوئی وقت سماجی ضروریات کے لئے بھی بچتا ہے؟

ج:۔میں نے اپنے آپ کو اپنے دوسرے اہم کام میں مصروف کر رکھا ہے اور وہ ہے ٹریسٹ (اٹلی) میں انٹرنیشنل سنٹر برائے تھیوریٹیکل فزکس کو چلانا......جس میں نائیجریا سے طالب علموں کی ایک بڑی تعداد ہر سال آتی ہے،ہم ان کے سفر اور تعلیم کے اخراجات برداشت کرتے ہیں اور یہ کام محنت طلب ہے اور اس کے لئے میرا وقت بھی صرف ہوتا ہے اس کو بہتر حالت میں اور چالو حالت میں رکھنے کے لئے عموماً میں جلد اُٹھ جاتا ہوں اور اپنا کام شروع کر دیتا ہوں۔

س:۔کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ آپ کے بچوں میں سے کوئی انہی خطوط پر کام کرے گا جن پر آپ نے کیا ہے؟

ج:۔میرے خیال میں آپ کے لئے یہ بہت مشکل ہوگا کہ آپ بچوں کا ان کے باپوں کے ساتھ مقابلہ کرسکیں۔یہ ایک غیر مناسب مقابلہ ہوگا۔ان میں سے ابھی تک تو کوئی ماہر طبیعات نہیں ہے۔

س:۔آپ کی رائے میں تیسری دنیا کی قوموں جیسے افریقن،ایشیائی اور عرب کو کیا کرنا چاہئے کہ وہ اس سائنسی اور ٹیکنالوجی فرق کو کم کر سکیں یا ختم کرسکیں جو ان کے اور ترقی یافتہ قوموں کے درمیان پایا جاتا ہے؟

ج:۔اُن کو چاہئے کہ وہ اُن ممالک سے کہیں زیادہ طالب علموں کو تربیت دیں جن کو وہ اس وقت دے رہے ہیں۔دیکھیں معاملہ تعداد کا ہے اگر آپ کے پاس 100 لوگ ہیں جن کو آپ تربیت دے رہے ہیں تو آپ امید رکھ سکتے ہیں کہ ان میں سے دو ایسے ہوں گے جو واقعی اچھے ہوں گے۔لیکن اگر آپ کے زیر تربیت صرف 10 ہوں گے تو آپ کو ان میں سے ایک بھی ایسا ملنے کی امید نہ ہوگی جو واقعی اچھا ہو۔اس لئے پہلے تعداد پر توجہ دیں پھر اعلیٰ معیار کی طرف آئیں۔

س:۔کیا آپ یقین رکھتے ہیں کہ سائنسی تحقیق پر بھرپور توجہ اور اس بارے میں بھرپور کوشش کے علاوہ تیسری دنیا کے ممالک کے لئے ایک اور بھی مسئلہ ہے وہ ہے اعلیٰ ذہن رکھنے والوں کا فقدان یا پھر ایسے ذہین لوگوں کا ترقی یافتہ ممالک کی طرف ہجرت کر جانا۔جس کو Brain Drain یعنی اعلیٰ دماغوں کا انخلاء ہو جانا ہے؟

ج:۔نہیں۔ہرگز نہیں۔مجھے یہ ہرگز تشویش نہیں کہ کچھ ذہین لوگ باہر چلے جاتے ہیں۔ان کے ذہن ضائع نہیں ہوتے مجھے تو ان ذہین لوگوں کے بارے میں فکر ہے جو پیچھے رہ کر اپنی ذہنی استعدادیں گنوا بیٹھتے ہیں۔(ڈاکٹر صاحب کی مراد یہ تھی کہ ان کی ذہنی صلاحیتیں غیر موزوں ماحول میں نشوونما نہیں پاتیں)

س:۔کیا آپ سمجھتے ہیں کہ افریقہ،عرب اور ایشیا کی محروم قومیں اس لئے پیچھے رہ گئی ہیں کہ وہ اعلیٰ ذہنی صلاحیتیوں سے محروم ہیں یا ان کی یہ استعدادیں ذہنی لحاظ سے مغربی ممالک سے کمتر ہیں؟

ج:۔ہرگز نہیں!اس لحاظ سے نہیں جس مقصد کے لئے اُس ذہنی صلاحیت کی ضرورت ہو۔حقیقت میں یہ اُس طریق پر منحصر ہے جس طریق سے ہم ذہانت کو ترقی دیتے ہیں۔وہ بہت غلط ہے۔مثال کے طور پر پاکستان میں ہر وقت زور اس بات پر دیا جاتا ہے کہ یاد کرو یاد کرو یاد کرو بجائے اس کے کہ سوال کرنے کی عادت کو ترویج دی جائے۔اور یہ تبدیل ہونا چاہئے۔ایک دفعہ جب یہ بدل جائے گا۔اور یہی میں نے سیکھا ہے کہ آپ کو سوال ضرور پوچھنا ہے۔آپ کو جو ظاہر میں نظر آتا ہے اسی طرح قبول نہیں کرنا۔یہی ہے جو وہ (مغرب میں) بہت کم عمر سے آپ کو پڑھاتے اور سکھاتے ہیں۔لیکن ایک دفعہ جب آپ سمجھ جاتے ہیں کہ آپ کو کیا سیکھنا ہے تو پھر کوئی مسئلہ باقی نہیں رہتا۔

س:۔ڈاکٹر صاحب یہ کہا جاتا ہے کہ آپ ایک مذہبی انسان ہیں۔آپ کے اس سائنس کے کام نے آپ کی اس مذہبی عقیدت کو کیسے متاثر کیا ہے۔اگر متاثر کیا ہے۔میری مراد ہے کہ آپ کا خدا پر ایمان کیا یہ بڑھ گیا ہے یا یہ کم ہوا ہے؟

ج:۔یقیناً کم نہیں ہوا۔لیکن دیکھیں میرے نقطہ نظر سے مذہب ایک بہت زیادہ بنیادی چیز ہے۔بہت زیادہ روحانی ہے (جو کہ انسانی علم...... تجربہ یا دلیل کے دائرہ سے بڑھ کر ہے) جو کہ سائنس کی دسترس سے باہر ہے۔یہ خیال کرنا کہ اس وقت کے بعض سائنسی تخیلات جو مذہب کے بعض خیالات کی تائید کرتے ہیں ایک مکمل بے عقلی ہے (بیوقوفی)۔کیونکہ مذہب اتنا بڑا ہے کہ سائنس جیسی چھوٹی چیز اس کی مدد نہیں کر سکتی۔

س:۔میں سمجھ سکتا ہوں کہ آپ کی مراد ہے کہ سائنس مذہب کا جزو ہے (حصہ ہے)؟

ج:۔نہیں میں یہ نہیں کہہ رہا کہ سائنس مذہب کا جزو ہے۔میں جو بات کہہ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ سائنس تو ایک عاجز چیز ہے۔ہم اپنے خیالات بدلتے رہتے ہیں۔اس بات کو آپ کی گہری مذہبی اقدار پر اثر انداز نہیں ہونا چاہئے مذہب کے بارے میں میرا یہی رویہ ہے۔لیکن ایک دوسرے لحاظ سے جس طرح میں نے یہاں اسلام آباد کی کانووکیشن میں کہا کہ نبی کریم حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے ''کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔'' اب عربی زبان میں سائنس کے لئے کوئی دوسرا لفظ نہیں سوائے ''علم'' کے۔اس لئے میں ملا حضرات سے یہ کہہ رہا تھا کہ ہم سائنس دان انبیاء کے ورثاء ہیں تم نہیں۔ہم زیادہ گہرائی سے باخبر ہیں کہ سمجھ سکیں کہ خدا نے کیا کیا ہے۔(یعنی خدا کے کائنات میں اُن تمام کاموں کو جن کا سائنس نے گہرا مطالعہ کیا ہے) اپنے علم کی بنا پر۔

س:۔آپ کے سائنسی علم کی وجہ سے؟

ج:۔ہاں۔سائنسی علم کی بنا پر جو ان کے پاس نہیں ہے۔اس لئے ہم انبیاء کے وارث ہیں۔وہ نہیں۔

س:۔کیا آپ کا مستقبل میں اپنے مادر وطن پاکستان میں اس کام کو جاری رکھنے کا کوئی منصوبہ ہے۔کیا یہاں وہ سہولتیں اور ذرائع موجود ہیں یا پھر یہ ممکن نہیں؟

ج:۔نہیں مجھے کسی سہولت یا ذرائع کی ضرورت نہیں۔دیکھئے جہاں ایک طبقہ کے لوگ (مراد نظریاتی طبیعات سے متعلق سائنس دان یا طلباء) وقتاً فوقتاً آتے رہتے ہیں اور آپ کو ایسے مواقع میسر آتے ہیں اور سوچنے کا اور گہرے غوروخوض کرنے کا وقت ملتا ہے۔اس طرح کا ماحول اور حالات کا مستقبل قریب میں پاکستان میں میسر آجانا بہت محال نظر آتا ہے۔

س:۔آپ کی طرف سے اُبھرتے ہوئے افریقن،ایشیائی اور عرب ممالک کے لئے کوئی پیغام؟

ج:۔ان کو بتائیں کہ وہ محنت کریں اور خاص طور پر افریقن ممالک کے لئے آپ کو یاد دہانی کراتا ہوں کہ اُن کو محنت کرنا ہے۔

س:۔ڈاکٹر صاحب ایک امریکن ہے میں یہ تو نہیں جانتا کہ اُس کا کیا پیشہ ہے۔لیکن وہ عام طور پر آئی کیو (I.Q) جو کہ ذہن کے بارے میں ٹسٹ ہے ان کے بارے میں لوگوں کو بتاتا ہے؟

ج:۔ڈاکٹر تو نیشی......

س:۔اس نے اعلان کیا ہے کہ افریقن یا سیاہ فام لوگوں میں عقلمندی (ذہانت) کے معیار میں گورے لوگوں کی نسبت 10 نمبروں کی کمی ہے۔کیا آپ اس کے اس بیان سے متفق ہیں؟

ج:۔میں نہیں سمجھتا کہ اُس نے افریقیوں کے بارے میں کوئی بات کی تھی اُس نے امریکن سیاہ فاموں کے بارے میں کچھ کہا تھا۔لیکن پھر کچھ لوگوں نے اس کی توجہ اس امر کی طرف دلائی کہ شمال میں آباد امریکن سیاہ فام جنوب میں بسنے والے سفید فام امریکنوں سے زیادہ نمبر لیتے ہیں۔آپ یہ کہہ لیں کہ یہ تھیوری بہت متنازعہ ہے۔سب سے پہلے تو میرا یہ یقین ہے کہ آئی کیو ٹسٹ مکمل طور پر ایک مضحکہ خیز چیز ہیں۔یہ اُس شخص کی پیداوار ہیں جو اس چیز کا اظہار کر رہا ہے۔جو وہ جانتا ہے۔یہ اُس شخص کا جس نے یہ ٹسٹ ایجاد کئے ہیں کا ٹسٹ ہیں نہ کہ اُس کا جس کے ٹسٹ لئے جا رہے ہیں۔

س:۔پس آپ سمجھتے ہیں کہ اگر کسی کا آئی کیو (I.Q) نیچا ہے وہ پھر بھی ایک سائنس دان بن سکتا ہے مجھے یہ کہنے کی اجازت دیں کہ آپ کے معیار کا؟

ج:۔میں نہیں سمجھتا جیسا کہ مجھے علم ہے آئی کیو (I.Q) ٹیسٹس کا حقیقی ذہانت سے کوئی تعلق ہے۔ہوسکتا ہے کہ کچھ ہو بھی۔لیکن مجھے ان باتوں کا خاص علم نہیں میں ایک بڑی تعداد میں افریقن طلبا اور تحقیق کرنے والوں سے رابطے میں رہا ہوں۔میں جانتا ہوں کہ وہ ایسی ہی استعدادیں (ذہنی قوتیں اور قابلیتیں) رکھتے ہیں جتنی کہ کوئی دوسرا۔جو اُن میں کمی ہے وہ ہے روایت کی۔جن کی ان کو کمی ہے وہ ہے سائنس کے ساتھ دیرپا (لمبا) تعلق۔وہ چیزوں کے بارے میں بہت بلند اندازے اور امیدیں قائم کرتے ہیں (جس کا ان کو حقیقی علم نہیں ہوتا) اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے ان اندازوں کو حقیقی علم کے ساتھ نہ تو پرکھا گیا ہے نہ ان سے جوڑا گیا ہے۔یورپ میں آپ ہر وقت اپنے اردگرد تجرباتی علم،مشاہداتی علم کو پاتے ہیں اس لئے آپ اپنے اندازوں میں کم غلطیاں کرتے ہیں۔لیکن آپ اگر خالص اندازے قائم کرنے والے ہیں تو پھر آپ اندازے ہی قائم کرتے جائیں گے اور ایک نئے ملک میں یہی کچھ ہوتا ہے۔لوگ اس سے زیادہ اندازے لگانے والے ہوتے ہیں (امیدیں باندھنے والے) جتنے ان کو لگانے چاہیں۔پس وہ تخیل اس وقت بہت بڑا کہلائے گا جس کے ساتھ سائنس کی بڑی قدریں وابستہ ہوں گی ایسا تخیل پھلے گا بڑھے گا اور یہ سب کچھ ہر ایک کے مفاد میں ہوگا۔

شیخ مامون۔بہت شکریہ۔شکریہ ڈاکٹر عبدالسلام میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں۔یہ میری خوش نصیبی ہے کہ آپ نے مجھے یہ موقع فراہم کر کے اپنے قیمتی خیالات سے آگاہ فرمایا۔اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر سے نوازے۔

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرم رافع احمد تبسم صاحب مربی سلسلہ آئیوری کوسٹ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی بیٹی ملیحہ تبسم نے بعمر ساڑھے 5سال قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ بچی کو قرآن کریم پڑھانے کی سعادت اس کی والدہ مکرمہ شمع تبسم صاحبہ کے حصہ میں آئی۔ تقریب آمین مورخہ 24 نومبر 2013ء کو رہائش گاہ واقع محلہ باب الابواب غربی ربوہ میں بعد نماز عصر منعقد ہوئی۔ خاکسار نے بچی سے قرآن کریم کا کچھ حصہ سنا اور بعد ازاں دعا کروائی۔ بچی مکرم محمد جمیل تبسم صاحب مرحوم گوٹریالہ ضلع گجرات کی پوتی، مکرم ڈاکٹر ناصر احمد صاحب مرحوم مکیانہ ضلع گجرات کی نواسی اور حضرت چوہدری سلطان عالم صاحب رفیق حضرت مسیح موعودؑ گوٹریالہ ضلع گجرات کی نسل میں سے ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ خدا تعالیٰ تمام بچوں کو قرآن کریم کی روشنی سے منور کرے۔ قرآنی تعلیم کو سمجھنے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تقریب آمین

مکرم عبدالستار صاحب مربی سلسلہ وکالت وقف نو تحریر کرتے ہیں۔

جاذبہ طارق واقفہ نو بنت مکرم طارق احمد طاہر صاحب دارالیمن شرقی صادق ربوہ نے چھ سال چھ ماہ کی عمر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ قرآن کریم پڑھانے کی سعادت بچی کی والدہ کو حاصل ہوئی۔ اس سلسلہ میں مورخہ 2 نومبر 2013ء کو تقریب آمین دارالیمن شرقی صادق ربوہ میں منعقد ہوئی۔ محترم سید قمر سلیمان احمد صاحب وکیل وقف نو نے بچی سے قرآن کریم کا کچھ حصہ سنا اور دعا کروائی۔ عزیزہ مکرمہ مبارکہ فرحت صاحبہ سابقہ صدر لجنہ اماء اللہ دارالیمن شرقی صادق ربوہ کی پوتی ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کے ذہن اور دل کو انوار و علوم قرآن سے منور کرے اور احکام و تعلیمات قرآن پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

درخواست دعا

مکرم محمد عمر خان رند صاحب خادم بیت المنعم دارالنصر غربی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بہنوئی مکرم واحد بخش خان رند صاحب بستی رنداں ضلع ڈیرہ غازی خان حال دارالنصر غربی منعم ربوہ گزشتہ ایک ماہ سے بندش پیشاب کے باعث علیل ہیں۔ چند روز تک ان کا فضل عمر ہسپتال ربوہ میں آپریشن متوقع ہے۔ آپریشن کی کامیابی اور شفاء کاملہ و عاجلہ اور آپریشن کے بعد کی پیچیدگیوں سے محفوظ رہنے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

اسی طرح خاکسار گزشتہ ایک ہفتہ سے شوگر وکھانسی کے باعث بیمار ہے۔ علاج کے باوجود بھی افاقہ نہیں ہو رہا ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ کامل صحت سے نوازے۔ آمین

مکرم جمیل احمد جاوید صاحب دارالیمن وسطی سلام ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی بیٹی مکرمہ امۃ الشکور صاحبہ اہلیہ مکرم کلیم احمد صاحب جرمنی عرصہ دو ماہ سے ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ چند دن قبل کچھ بہتری آئی تھی مگر اب پھر حالت تشویشناک حد تک خراب ہوتی جا رہی ہے۔ سارے جسم پر سوج ہے۔ جوڑوں کے درد کے علاوہ خون، گردوں اور پھیپھڑوں میں شدید انفیکشن ہے۔

خاکسار بھی کچھ عرصہ سے کندھے اور گھٹنوں کی تکلیف میں مبتلا ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل ورحم سے شفاء کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور ہر ایک پیچیدگی سے محفوظ رکھے۔ آمین

مکرم محمد سلیمان خان بلوچ صاحب نصیر آباد ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

مکرم محمد اکبر رند صاحب ولد مکرم عطاء اللہ خان رند صاحب مرحوم بستی رنداں عرصہ چار سال سے گردوں کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ موصوف کے دونوں گردے ختم ہو چکے ہیں۔ فضل عمر ہسپتال میں دو سال اور الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں زیر علاج رہے ہیں اس وقت ایک سال سے کراچی ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ ان کی ایک بہن گردہ دے رہی ہیں تمام احباب جماعت سے درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ آپریشن کو کامیاب کرے اور بعد کی پیچیدگیوں سے بچائے۔ آمین

بقیہ از صفحہ 2 جوابات کے سوالات

جامعات میں جہاں مربیان سات سال کا کورس کر کے تیار ہوتے ہیں.....ان سب کی تعلیم کا نصاب جو ہے وہ بھی ایک ہے یہ بھی ایک اکائی ہے۔

س: کویت سے منصور صاحب نے دین حق کو کس طرح قبول کیا؟

ج: فرمایا! کویت سے منصور صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے تین ماہ سے MTA دیکھنا شروع کیا ہے۔ جس نے مجھے اندھیروں اور توہمات سے نکال کر روشنی عطا فرمائی۔ نماز اس سے قبل جو جسمانی ورزش سے زیادہ کچھ نہ لگتی تھی اب اس میں روحانی لذت محسوس ہوتی ہے۔ جس بات نے مجھے احمدیت کی صداقت کا قائل کیا ہے وہ مخالفین کا جماعت کے خلاف بولا گیا جھوٹ ہے۔ جو میں نے تحقیق کی تو دیکھا کہ آپ لوگ حق و صداقت پر ہیں۔

س: مصر سے ایک دوست نے کس طرح جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی؟

ج: فرمایا! مصر سے ایک دوست لکھتے ہیں کہ میں نے پانچ چھ سال قبل خواب میں (۔) کو دیکھا انہوں نے مجھے غصہ نہ کرنے کی نصیحت کی.....کچھ مدت کے بعد میں ٹی وی پر چینل بدل رہا تھا تو میں نے اپنے سامنے حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر دیکھی میں نے کہا خدایا یہ تو وہی بزرگ ہیں جن کو میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ اس کے باوجود میں نے بیعت نہ کی۔ یہ چار سال قبل کی بات ہے میں چند دن پہلے کی بات ہے میں نیند سے جاگا تو کسی بزرگ کو زور سے یہ کہتے ہوئے سنا تم ہر چیز پر ایمان رکھتے ہو مگر مرزا غلام احمد قادیانی پر ایمان نہیں لاتے۔ کہتے ہیں میں اٹھا اور اپنے بچوں کو کہا تم لوگ آج سے احمدی ہو۔ اپنی اہلیہ کو وصیت کرتا ہوں اگر تمہیں موت آئے تو احمدی ہونے کی حالت میں آئے۔

س: اردن سے ایک کویتی خاتون کس طرح جماعت احمدیہ میں شامل ہوئیں؟

ج: فرمایا! اردن سے ہمارے ایک احمدی لکھتے ہیں کہ ایک خاتون ہیں اور ایم فل کر رہی ہیں ان کا جماعت سے تعارف MTA کے ذریعہ سے ہوا **بیعت کے بعد انہیں حقیقۃ الوحی دی گئی جو انہوں نے کویت واپس جاتے ہوئے جہاز میں پڑھنا شروع کر دی۔** بعد میں انہوں نے مجھے sms بھیجا کہ میں اس کتاب کو پڑھتی جا رہی تھی اور روتی جا رہی تھی جو چاہے سورج کی لطیف اور روشن کرنوں سے منہ موڑ لے اور جو چاہے اس سے لطف اندوز ہو۔ شکریہ کہ آپ لوگوں نے مجھے سورج دکھایا۔

س: الجزائر سے اسامہ صاحب کا قبول احمدیت کا واقعہ بیان کریں؟

ج: فرمایا! اسامہ صاحب کہتے ہیں کہ حال ہی میں مجھے بیعت کی توفیق MTA دیکھنے سے ملی جہاں حوار المباشر پروگرام میں وفات مسیح کی بات ہو رہی تھی۔ لقاء مع العرب پروگرام میں مجھے حضرت امام مہدی کی تصویر نظر آئی جس کو دیکھ کر مجھے ایک پرانی خواب یاد آ گئی کہ میں ایک سونے کی چارپائی پر لیٹا ہوں کہ ایک داڑھی والے بزرگ میرے گرد چکر لگاتے ہیں۔ MTA پر حضور کی تصویر دیکھ کر معلوم ہوا کہ یہ وہی بزرگ تھے اور یقین ہو گیا کہ جماعت سچی ہے۔

س: حضور انور نے ''معروف فیصلہ'' کے ضمن میں کیا بیان فرمایا؟

ج: فرمایا! معروف فیصلہ وہ ہے جو شریعت کے مطابق ہے۔ یہ واقعات جو میں نے سنائے ہیں چند لوگوں نے بیعت کی۔ خلافت کی اطاعت اور محبت میں اتنا بڑھ گئے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے خلافت کی طرف سے جو بات کی جاتی ہے اس کو ہمیشہ یہ معروف فیصلہ سمجھتے ہیں کیونکہ معروف فیصلہ وہ ہے جو شریعت کے مطابق ہے اور ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ خلیفہ کبھی شریعت کے خلاف فیصلہ نہیں دے گا۔

س: حضور انور نے ''خلیفہ کا کیا کام ہے'' کے حوالہ سے کیا ارشاد فرمایا؟

ج: فرمایا! خلیفہ کا کام ہی نبی کے کام کو آگے بڑھانا ہے۔ جب مسیح موعودؑ کی آمد کے ساتھ خلافت علیٰ منہاج نبوت کے دائمی ہونے کی پیشگوئی آنحضرتؐ نے فرمائی اس کا مطلب ہی یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے کام کے تسلسل کو خلافت نے ہی جاری رکھنا ہے۔

س: خطبہ کے آخر میں حضور انور نے کیا تاکیدی نصیحت فرمائی؟

ج: فرمایا! ہر احمدی بچے بوڑھے جوان مرد اور عورت پر واضح ہونا چاہئے کہ (دین حق) کی ترقی اب خلافت کے ساتھ وابستہ ہے نہ کہ کسی مولوی اور کسی گروہ یا کسی حکومت کے ساتھ.....پس اٹھیں اور اپنے اس فریضہ کو پورا کرنے کے لئے صرف منہ سے نہیں بلکہ اپنے ہر عمل سے کوشش میں جُت جائیں۔ جان مال وقت اور عزت کو قربان کرنے کا عملی مظاہرہ کر کے ان لوگوں میں شامل ہو جائیں۔

س: جلسہ سالانہ آسٹریلیا میں شاملین کی حاضری کتنی تھی؟

ج: فرمایا! اس وقت ٹوٹل یہاں کی حاضری 4027 ہے اور بیرونی مہمان جو ہیں 181 ہیں۔ 25 ملکوں کی نمائندگی ہے اور 64 غیر از جماعت مہمان ہیں۔

بازیافتہ بالی

ربوہ میں کہیں سے ایک عدد سونے کی بالی ملی ہے۔ جن صاحب کی ہو وہ نشانی بتا کر لے لیں۔

رابطہ نمبر 0476212556

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

28 نومبر 2013ء

1:25 am	دینی وفقہی مسائل
3:00 am	خطبہ جمعہ فرمودہ یکم فروری 2008ء
6:50 am	خطاب حضور انور برموقع جلسہ سالانہ جرمنی
7:45 am	دینی وفقہی مسائل
9:55 am	لقاء مع العرب
12:05 pm	حضور انور کا دورہ مغربی افریقہ
2:05 pm	ترجمۃ القرآن کلاس
9:35 pm	ترجمۃ القرآن کلاس
11:35 pm	حضور انور کا دورہ مغربی افریقہ

درخواست دعا

مکرم عبدالسلام طارق صاحب جرمنی تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی اہلیہ محترمہ منیرہ طارق صاحبہ کچھ عرصہ سے بیمار ہیں۔ ٹیسٹ وغیرہ تو سب ٹھیک ہیں مگر گھبراہٹ اور بے چینی رہتی ہے۔ دھڑکن بھی تیز ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹرز ابھی صحیح تشخیص نہیں کر سکے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔

آمین

اعلان تصحیح

روزنامہ الفضل 26 نومبر 2013ء صفحہ 7 پر نماز جنازہ حاضر وغائب کے عنوان کے تحت مکرم ایاز محمود احمد خان صاحب کی اہلیہ کا نام غلط شائع ہو گیا ہے۔ اصل نام محترمہ امۃ المجید صاحبہ ہے احباب درستی فرمائیں۔

الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

ربوہ میں طلوع وغروب 28۔نومبر

طلوع فجر	5:21
طلوع آفتاب	6:45
زوال آفتاب	11:56
غروب آفتاب	5:07

شادی بیاہ ودیگر تقریبات پر کھانے پکوانے کا بہترین مرکز

مجید پکوان سنٹر 3/4 یادگار روڈ ربوہ

پروپرائیٹر: فرید احمد: 0302-7682815

W.B Waqar Brothers Engineering Works

پروپرائٹر: وقار احمد مغل

Surgical & Arthopedic instruments

Shop No.6 Shaheen Market Madni Road Mustfa Abad Dhurm pura Lahore 0300-9428050,0312-9428050

چلتا ہوا کاروبار برائے فروخت

ربوہ کی سب سے بہترین لوکیشن پر واقع

ورائٹی ہٹ جنرل اینڈ کاسمیٹکس سٹور

مین اقصیٰ روڈ چیمہ مارکیٹ ربوہ 0476212922

03346360340-03336706696

سٹی پبلک سکول دارالصدر جنوبی ربوہ

(کلاس 6th تا 9th داخلہ جاری ہے)

ادارہ ہذا نے سکول کا نام الصادق اکیڈمی (بوائز ہائی سکول) سے تبدیل کر کے سٹی پبلک سکول رکھ لیا ہے اور نئے نام سے محکمہ تعلیم سے رجسٹرڈ کروا لیا ہے۔

- نئے جوش اور ولولہ سے تدریس کا عمل جاری ہے۔
- چند اساتذہ کی آسامیاں خالی ہیں۔

منجانب: پرنسپل سٹی پبلک سکول (ربوہ) 047-6214399

چلتے پھرتے بروکروں سے سیمپل اور ریٹ لیں۔ وہی ورائٹی ہم سے 50 پیسے یا 1 روپیہ کم ریٹ میں لیں

گنیا (معیاری پیمائش) کی گارنٹی کے ساتھ

ہماری خواہش ہے کہ آپ کی لاعلمی کی وجہ سے کوئی ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکے۔

اظہر ماربل فیکٹری

15/5 باب الابواب درہ سٹاپ ربوہ

موبائل: 03336174313

FR-10